عصمت امام میں ارتقاء کے نظریے کا تنقیدی جائزہ

A Critical Review of the Theory of Evolution in the Doctrine of the Infallibility of the Imam

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Muhammad Naqi
Ph.D., Research Scholar, Islamic theology, MIU; Qum.
E-mail:naqi_82@yahoo.com

Dr. Hassan Taroomi Rad
Assistant Professor and Scientific Assistant of the Encyclopedia of the Islamic World
E-mail:H_taroomi.yahoo.com.

Abstract: The purpose of this study is to examine and compare Shiite faith about the infallibility of Imam with the opinion of Non Shiite Muslim Scholars and Orientalists who claim that this Shiite faith emerged in the 3rd and 4th centuries. According to the present study, the doctrine of the infallibility of the Imams is one of the basic beliefs derived from the authentic prophetic traditions and religious teachings. This article also proves that this doctrine is found in the Shia hadith corpus and history, testifying the fact that it was prevalent among the companions of the Imams since the time of Amir al-Mu'minin Ali (as).

Keywords: Imamate, Evolution, Infallibility, Companions of Imams.

خلاصہ

موجودہ مطالعے کا مقصد عصمت امام کے متعلق شیعہ کلامی نقطہ نظر کا جائزہ لینا اور اس کا مستشرقین اور ان مسلم دانشوروں کی رائے سے موازنہ کرنا ہے جن کا کہنا ہے کہ یہ نظریہ تیسری اور چوتھی صدی میں ظہور پذیر ہوا۔ موجودہ مطالعہ کی روشنی میں امام کی عصمت کا عقیدہ، بنیادی اسلامی عقائد میں سے ایک عقیدہ ہے جو پیغمبر اکرم ﷺ کی احادیث اور معتبر دینی تعلیمات سے اخذ کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ شیعہ نقلِ حدیث اور تاریخ کی کتابوں کے مطابق ہے کہ امام کی عصمت کا عقیدہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے زمانے سے اصحابِ ائمہ میں رائج رہا ہے۔

کلیدی الفاظ: امامت، عصمت، ارتقاء، اصحاب آئمہ۔

پیش لفظ

شیعہ نقطہ نظر سے امامت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک اور نبوت کا تسلسل ہےاور اس کی بنیاد پیغمبر اکرم ﷺ کی تعلیمات ہیں۔ لہٰذا امام کی ضروری شرائط میں سے ایک عصمت ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ امامت کا منصب صرف معصوم لوگوں کو عطا ہوتا ہےاور غیر معصوم اس منصب کے مستحق نہیں ہیں۔ علماء امامیہ نے اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ عقیدتی اور فقہی مسائل میں امام کے کلام کی حجیت ان کی عصمت پر مبنی ہے، کئی تفصیلی کتابیں لکھی ہیں۔ اس مسئلے پر شیعہ علماء کی توجہ کے ساتھ ان کے مخالفین نے بھی اس حوالے سے شبہات اور اعتراضات وارد کیے جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ عصمت امام کے عقیدے کے بارے میں ایک نیا اعتراض یہ ہے کہ شیعہ اماموں کی موجودگی کے دوران ان کے اصحاب کے درمیان عصمت امام کا عقیدہ موجود نہ تھا بلکہ اس عقیدے کو شیعہ علماء نے بعد والی صدیوں میں بیان کیا ہے۔ اس حوالے سے بعض دانشوروں کا ماننا ہے کہ امام کی عصمت پانچویں صدی میں مکتب بغداد کے علماء کی ایجادات میں سے ایک ہے، اور کچھ لوگ ہشام ابن حکم کو وہ پہلا فرد سمجھتے ہیں جس نے امام کی عصمت کا نظریہ پیش کیا۔ اگرچہ امامت کی شرایط کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے جن میں عصمت کی بحث بھی شامل ہے۔ لیکن مجوزہ موضوع پر مستقل طور پر کام نہیں ہوا ہے۔ اس موضوع پر لکھے گئے کچھ علمی مقالات اور کتابیں درج ذیل ہیں:

1- کتاب ''مکتب در فرایند تکامل'' ڈاکٹر حسین مدرسی طباطبائی۔

2- ''مکتب در فرایند تکامل پر تنقیدی مضامین'' نمبر 24 ,21 ,19 ,18۔

3- حجت الاسلام حسن طارمی راد، مقالہ ''عقائد کی تاریخی تفہیم'' از مجید رضائی، ''نقد نظر'' میگزین، نمبر 9، 1996۔

4- سہ ماہی قبسات ریسرچ میگزین، نمبر45۔ 5- مقالہ: ''تشیع کے تاریخی ارتقاء پر تنقیدی جایزہ'' مجمع عالی حکمت اسلامی۔

5- مضمون: ''شیعہ احادیث کے بارے میں کتاب'' ''شیعہ امامت کے ارتقاء کے مفروضے کا تنقیدی جائزہ''۔

اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ شیعہ مذہب کے نقطہ نظر سے امامت ایک بنیادی اصول ہے، اس کے متعلق بیان شدہ جدید شکوک و شبہات کا جواب دینے کے لئے تحقیق ضروری امر ہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ عصمت کا عقیدہ، معصوم کے گناہ سے بچنے اور واجبات کو انجام دینے اور دینی تعلیمات کو بغیر کسی خطا اور غلطی کے بیان کرنے کے معنی میں شروع سے ہی شیعہ مکتب فکر کے نزدیک ایک مسلم عقیدہ کے طور پر موجود تھا۔ قدیم شیعہ تاریخی، حدیثی اور رجالی کتب میں بہت سارے قرائن اور شواہد موجود ہیں کہ امیر المؤمنین علیؑ کے اصحاب، امام کی

عصمت کا عقیدہ رکھتے تھے۔ لہٰذا اس مطالعہ میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ عصمت امام کے متعلق امیر المومنینؑ کے اصحاب کے تناظر میں اس اعتراض کا جواب دیا جائے جس کے مطابق عصمت امام کا عقیدہ شیعہ اماموں کے دور میں موجود نہیں تھا، بلکہ یہ عقیدہ بعد میں آنے والی صدیوں میں شیعوں کے درمیان مطرح ہوا اور اس کو ارتقاء ملی۔

۱۔ عصمت کا لغوی معنی

عصمت عربی زبان کا لفظ ہے جو ''عصم'' کی اصل سے لیا گیا ہے جس کا مطلب ہے ''ممانعت''، ''دیکھ بھال'' اور توفیق الٰہی سے ''روکنا''۔[1] بعض اوقات لفظ ''عصمت'' سے مراد ایسی چیز ہوتی ہے جس میں ڈھال اور آڑ کا پہلو موجود ہوتا ہے جو انسان کو برے واقعات سے بچاتی ہے۔ اسی وجہ سے پہاڑ کی بلندیوں کو عصمت اور جانوروں پر لدھے جانے والے سامان کو باندھنے والی رسی کو ''عصام'' کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ بوجھ کو گرنے اور بکھرنے سے روکتی ہے۔ قرآن کریم کی بہت ساری آیات میں اس لفظ کے مختلف مشتقات اسی لغوی معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔(43:11)،(27:10)،(67:5)،(17:33)،(32:12)۔

۲۔ عصمت کی کلامی تعریف

شیعہ متکلمین نے عصمت کی تعریف کے لئے مختلف تعبیریں استعمال کی ہیں۔ عصمت کی عمومی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے: ''عصمت، انسان میں موجود اس ملکہ کو کہتے ہیں جو کلی طور پر اسے گناہ، غلطی، سہو و نسیان اور حتیٰ گناہ کرنے کے خیال سے بھی روکتا ہے''۔ شیخ مفید نے عصمت کی تعریف میں کہا ہے: ''عصمت، توفیق، لطف اور اعتصام کو کہتے ہیں'' خواجہ نصیر الدین طوسی اور فاضل مقداد نے عصمت کی تعریف اسی طرح کی ہے: ''عصمت، مکلّف پر کیے جانے والے خدا کے اس فضل کو کہتے ہیں جس کے ہوتے ہوئے اس میں گناہ کرنے اور اطاعت چھوڑنے کی کوئی رغبت باقی نہیں رہتی ہے، جبکہ گناہ کرنے اور واجب کو ترک کرنے کی طاقت اس میں موجود ہوتی ہے''۔[2] علامہ حلی نے کہا ہے: ''عصمت، مکلّف سے گناہ اور معصیت کے صادر نہ ہونے کو کہتے ہیں جبکہ اس میں گناہ کرنے کی طاقت موجود ہو''۔[3] سید مرتضیٰ نے اس بارے کہا ہے: ''معصوم کا اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کی وجہ سے رضاکارانہ طور پر گناہ اور معصیت کو ترک کرنا، عصمت کہلاتا ہے''۔[4]

عصمت کی اصطلاحی تعریف میں بیان شدہ علماء شیعہ کی ان تعابیر میں مشترکہ نقطہ یہ ہے کہ ان سب میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ: ''عصمت، معصیت پر قدرت رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کئے گئے فضل و احسان کی وجہ سے گناہ اور اور معصیت سے بچنے کا نام ہے۔''

۳۔ عصمت کے مترادف الفاظ

آئمہ معصومین اور ان کے اصحاب کے نقطہ نظر سے عصمت امام کو سمجھنے کے لئے اس عقیدہ کو بیان کرنے والے الفاظ کا فہم، خاص اہمیت رکھتا ہے، خاص طور پر عصمت امام کے بارے میں اصحاب آئمہ کے نظریات کو سمجھنے کے لئے اس زمانے میں اس عقیدے کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہونے والے الفاظ سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر ائمہ شیعہ کی احادیث میں اس عقیدہ کے لئے استعمال ہونے والے الفاظ اور اصطلاحات کو صحیح طور پر نہیں سمجھا گیا تو، اصحاب آئمہ کے نزدیک اس عقیدہ کا صحیح ادراک کرنا ممکن نہ ہوگا۔ ائمہ شیعہ نے اپنی احادیث میں معصوم کے ہر قسم کے گناہ، خطا اور اشتباہ سے پاک و منزہ ہونے کے لیے عصمت کے لفظ کے علاوہ دوسرے الفاظ بھی استعمال کیے ہیں جن میں ''تنزیہ''، ''توفیق''، ''تسدید''، ''تائید''، ''تطہیر'' اور ''مخلص'' جیسے الفاظ قابل ذکر ہیں۔ ان الفاظ کے علاوہ بعض روایات کا مضمون بھی ائمہ معصومین کی عصمت پر دلالت کرتا ہے۔

۴۔ عصمت امام کی بحث کا تاریخی جائزہ

عصمت کا عقیدہ ان بنیادی عقائد میں سے ایک ہے جس کی طرف متعدد قرآنی آیات اور پیغمبر اسلام ﷺ کی احادیث میں اشارہ کیا گیا ہے۔ مسلمانان عہد رسالت کم از کم دینی تعلیمات کے بیان اور گناہوں کے ارتکاب سے آپؐ کو معصوم سمجھتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد، امیر المومنینؑ کے اصحاب، آنحضرتؐ کی متعدد احادیث کے تناظر میں امامؑ کو معصوم مانتے تھے۔ امیر المومنینؑ کے بعد آنے والے آئمہ بالخصوص امام صادق اور امام باقر علیہما السلام اور امام رضاؑ کے دور میں عصمت کے مسائل وسیع پیمانے پر بیان ہوئے اور ان کے دلائل اور براہین بیان ہوئے۔ اگرچہ ابتدائی صدیوں میں عام طور شیعوں کے نزدیک عصمت، گناہ سے پاک و منزہ ہونے کے معنی میں تھی، تاہم متعدد احادیث اور کتب تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ اصحاب ائمہ اس امر پر بھی عقیدہ رکھتے تھے کہ امام دینی تعلیمات کو بیان کرنے میں بھی خطا اور اشتباہ سے پاک ہیں۔ واضح ہے کہ دوسرے علمی مسئلوں کی طرح، عصمت کا مسئلہ بھی آغاز میں اس کی موجودہ شکل میں اور تمام تفصیلات کے ساتھ موجود نہ تھا اور یہ مسئلہ بھی سامعین کے فہم ودرک کے تناسب سے آہستہ آہستہ رشد کرتا رہا اور بتدریج اس کی تفصیلات بیان ہوتی رہی۔ یہ بات مسلم ہے کہ اس مسئلے کے اصول، آئمہ شیعہ کے دور ہی میں بیان ہوئے، لیکن اس کی تفصیلات اور جزئیات کو شیعہ متکلمین نے بیان کیا۔[5]

پیغمبر اسلام ﷺ کی رحلت کے بعد، مکتب اہل بیتؑ کے پیروکار آپؐ کی بیان کئی ہوئی متعدد احادیث کی روشنی میں آئمہؑ کی عصمت پر یقین رکھتے تھے۔ شیعہ کتب حدیث اور تاریخ اس بات کی گواہ ہیں کہ امیر المومنینؑ کے اصحاب آپؑ کے معصوم ہونے پر یقین رکھتے تھے۔ اور آپؑ کے بعد والے آئمہ کے دور میں بھی ''عصمت

امام'' کا عقیدہ ان کے اصحاب کے درمیان ایک عمومی عقیدہ تھا، یہاں تک کہ دوسری صدی کے آخر اور تیسری صدی کی ابتداء کے مشہور شیعہ راوی حسین ابن سعید اہوازی، عصمت امام کے عقیدے کے متعلق لکھتے ہیں کہ تمام شیعہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام کا معصوم ہونا ضروری ہے، یہاں تک کہ ان کے نزدیک امام روحانی کمال کے اس مرتبے پر فائز ہیں کہ ان کا مستحب عمل ترک کرنا بھی گناہ شمار ہوتا ہے۔[6]

امیر المومنینؑ کے اس فرمان کو عصمت امام کے متعلق پہلی شیعہ دستاویز قرار دیا جاسکتا ہے جس میں آپؑ نے فرمایا: ''ہم وہ گھرانہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کے رجس اور ناپاکی سے پاک و منزہ قرار دیا ہے''[7] جیسا کہ بعد والے آئمہ کی احادیث میں بھی عصمت امام کا تذکرہ موجود ہے، اس بارے امام باقرؑ نے شرائط امام میں سے ایک شرط عصمت بیان فرمایا ہے،[8] امام رضاؑ کے بیانات میں بھی عصمت امام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔[9] یہ جملے کم از کم شریعت کی تشریح اور وضاحت میں اصحاب آئمہ کے نزدیک امام کی عصمت کے عقیدہ کے موجود ہونے کی واضح دلیل ہیں۔

مذکورہ قرائن و شواہد کے علاوہ درج ذیل اصحاب ائمہ کے بیانات، عصر حضور آئمہ میں اس عقیدے کے موجود ہونے کی واضح دلیل ہیں: ابو سعید خدری،[10] اصبغ ابن نباتہ اور عبد اللہ ابن عباس،[11] سلیم بن قیس ہلالی،[12] عبد اللہ بن عفیف اور سدیر،[13] اسحاق بن غالب،[14] مسعدہ،[15] سلیمان بن مہران،[16] اباصلت ھروی،[17] سب اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ پہلی اور دوسری صدی ہجری میں اصحاب ائمہ کے درمیان عصمت امام کا عقیدہ ایک عمومی عقیدے کے طور پر موجود تھا۔ مذکورہ قرائن و شواہد کی بنیاد پر اصحاب آئمہ، امام علیؑ کے زمانے سے ہی عصمت امام پر یقین رکھتے تھے۔ کیونکہ عصمت اپنے وسیع معنی میں قرآن پاک میں بیان ہوئی ہے اس کے علاوہ حضور اکرم ﷺ اور امام علی علیہ السلام کے فرامین میں بھی اس کے ناقابل تردید شواہد موجود ہیں۔

۵۔ کلیات عصمت امام، اصحاب کی نگاہ میں

اصحاب آئمہ کی نگاہ میں عصمت امام، ایک ناقابل تردید عقیدہ تھا جس کی تفصیل بعض اصحاب کے بیانات میں ذکر ہوئی ہے۔ اس کی دلیل بھی واضح ہے کیونکہ عصمت انبیاء کو خود قرآن کریم نے بیان کیا ہے اور عقلی اور نقلی قطعی دلائل کی بنیاد پر ثابت ہے کہ آئمہ، رسول خدا ﷺ کے وارث ہیں اس بناء پر ان میں بھی ان تمام شرائط اور اوصاف کا ہونا ضروری ہے جو انبیاء کے لئے ضروری ہیں سوائے ان شرائط کے جنہیں رسول خدا ﷺ نے اپنے صریح کلام میں امام سے نفی کیا ہے جیسے دریافت و ابلاغ وحی۔[18] اصحاب آئمہ نے امام کے معصوم ہونے کو ''ہادی''، ''مہدی''، ''طاہر''، ''مطہّر''، ''تطہیر شدہ'' جیسی تعابیر کے ذریعے بیان کیا ہے جن کا لازمہ عصمت ہے۔ کیونکہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی ہادی یا حق کے ساتھ ہو قبل اس کے کہ وہ معصوم ہو۔ امیر المومنین علیہ السلام کے

اصحاب میں سے ابوسعید خدری، سلمان، عماریاسر، ابوذر غفاری، حذیفہ ابن ثابت، مقداد، حجرابن عدی، قنبرغلام امیرالمومنینؑ،[19] عبداللہ بن مسعود،[20] سلیم بن قیس ہلالی،[21] عبداللہ ابن عفیف،[22] اصبغ ابن نباتہ اور عبداللہ ابن عباس[23] سے عصمت امام کے متعلق متعدد روایات نقل ہوئی ہیں جن میں سے بعض روایات متعلقہ بحث کی مناسبت سے اس مقالہ میں بیان ہوئی ہیں۔

۵۔۱: عصمت کی تعریف

جیسا کہ عصمت کی کلامی تعریف میں بیان ہوا شیعہ متکلمین نے عصمت کی تعریف میں کہا ہے کہ ''عصمت، معصوم کے حق میں خدا کی طرف سے ایک طرح کا لطف، توفیق اور فضل اور احسان ہے جس کی وجہ سے معصوم ہر طرح کے گناہ اور خطا اور اشتباہ سے محفوظ رہتا ہے''[24] اس حوالے سے اصحاب آئمہ میں سے ہشام بن حکم نے عصمت کی تعریف اس طرح کی ہے: ''الْمَعْصُومُ هُوَ الْمُمْتَنِعُ بِاللَّهِ مِنْ جَمِيعِ مَحَارِمِ اللَّهِ''[25] عباس ابن یزید ابن حسن کحال نے امام زین العابدینؑ سے عصمت کی تعریف میں یوں نقل کیا ہے: ''معصوم وہ ہے جو خدا کی مضبوط رسی قرآن کریم کو تھام لے اور یہ دونوں قیامت تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے''[26] محمد ابن ابی عمیر نے ہشام ابن حکم سے عصمت کی تعریف اس طرح نقل کی ہے: ''عصمت یہ ہے کہ معصوم، خدا کی مدد سے تمام حرام چیزوں سے بچے۔''[27] حسین اشقر نے ہشام ابن حکم سے اور انہوں نے امام صادقؑ سے عصمت کی تعریف میں نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''معصوم وہ ہے جو خدا کی مدد سے تمام گناہوں سے دور ہو۔''[28]

ہشام ابن سالم کی روایت، امام کے شرک، کفر اور بتوں کی عبادت سے معصوم ہونے پر دلالت کرتی ہے۔[29] شیعہ متکلمین اور اصحاب ائمہ کی عصمت کی تعریف سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک عصمت امام سے مراد امام کا خدا کے فضل واحسان اور توفیق سے ہر طرح کے گناہ سے پاک و منزّہ ہونا ہے جس کا سبب ان کے وجود کے اندر ایسی توانائی کا ہونا ہے جو خدا کی طرف سے عطا شدہ ہے۔ البتہ اس توانائی کی وجہ سے معصوم گناہ کے ترک کرنے پر مجبور نہیں ہوتا بلکہ ملکہ عصمت کے ہونے کے باوجود معصوم کے اندر گناہ کرنے کی قدرت موجود ہوتی ہے۔

۵۔۲: عصمت کا سبب

عصمت کی بحث میں ایک اہم موضوع، عصمت کا سبب اور اس کی علت ہے، یعنی معصوم کس وجہ سے گناہوں سے دور رہتا ہے۔ اس بارے اکثر شیعہ متکلمین کا خیال ہے کہ معصوم کے گناہوں سے پرہیز کرنے کی وجہ اس کا علم

ہے۔ سید مرتضی کے نزدیک عصمت کے کئی درجے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ ہر شخص اس حد تک معصوم ہے جس مقدار میں وہ گناہوں کو ترک کرتا ہے اور عصمت کے اعلیٰ ترین درجے پر انبیاء اور ائمہ معصومینؑ فائز ہیں۔[30]
متکلمین کی عصمت کی تعریف اور آئمہ معصومینؑ کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عصمت، انسان کے وجود میں علم کی نوع سے ایک قوت ہے جو اسے گناہ کرنے سے روکتی ہے۔ یہ قوت ایک الٰہی ہدیہ اور توفیق ہے جس کا اثر انسان کو گناہوں سے دور رکھنا اور اسے نیک کام کرنے کی طرف ترغیب دلانا ہے۔ اس علم اور دیگر علوم میں فرق یہ ہے کہ اس کا اثر مستقل، یقینی اور ناقابل تردید ہے، جبکہ دوسرے علوم کا انسان کو گناہ سے روکنا مستقل اور یقینی نہیں ہوتا ہے۔[31] لہٰذا انبیاء اور امام اپنے اختیار اور ارادے سے گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں۔[32] انبیاء اور امام کی عصمت کے دو درجے ہیں عقل عملی کے مرحلے کی عصمت اور عقل نظری کے مرحلے کی عصمت، اس معنی میں کہ انبیاء اور امام کا عمل بھی ہمیشہ حق ہوتا ہے اور ان کا علم بھی ہمیشہ درست اور حق ہوتا ہے جس میں کسی بھی قسم کی غلطی، خطا یا بھول چوک نہیں ہوتی۔ معصوم کی عملی عصمت، تقویٰ کا اعلیٰ ترین درجہ ہوتا ہے جو ان کی نظری عصمت پر موقوف ہے۔ لہٰذا معصومین نیت، اخلاص، تقویٰ، تولیٰ اور تبریٰ میں معصوم ہیں، اور مذکورہ موارد میں وہ کبھی بھی غلطی، خطا اور اشتباہ کے مرتکب نہیں ہوتے ہیں۔[33]

ان مثالوں سے معلوم ہوا کہ اصحاب آئمہ بھی شیعہ متکلمین کی طرح عصمت کی دلیل کو لطف اور توفیق الٰہی جانتے تھے۔ اس بارے امام باقرؑ سے منقول جابر بن یزید جعفی کی روایت میں عصمت کا سبب "اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی تائید اور توفیق اور روح القدس اور قرآن مجید کی ہمراہی" قرار دیا گیا ہے۔[34] عبدالعزیز بن مسلم نے امام رضاؑ سے مروی ایک روایت میں عصمت کی وجہ کو "اللہ تعالیٰ کی طرف سے معصوم کو عطا کیا گیا خصوصی علم، تائید اور توفیق قرار دیا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے لوگوں پر حجت تمام ہو جائے"۔[35] احمد بن اسحاق اور نوبختی سے بھی اسی طرح کی روایات نقل ہوئی ہیں۔[36]

۵۔۳: عصمت کی حدود

چونکہ شیعہ نقطہ نظر سے امام، پیغمبر کا جانشین ہے اور نبی کا چند چیزوں میں معصوم ہونا ضروری ہے جن میں: ا۔ وحی کے دریافت کرنے، اسے محفوظ رکھنے اور لوگوں تک پہنچانے میں۔ 2. احکام الٰہی پر عمل کرنے میں۔ 3. زندگی کے انفرادی اور اجتماعی معاملات میں۔[37] ضروری ہے کہ امام بھی نبی کی طرح ان امور میں معصوم ہو، سوائے وحی کے دریافت کرنے اور ابلاغ کرنے میں۔[38] ذیل میں حدود عصمت کے متعلق اصحاب آئمہ کی روایات کا بہ طور اختصار جایزہ لیں گے۔

۵۔۳۔۱: گناہ سے معصوم

امامت کی بحث میں شیعہ متکلمین کے اتفاقی موارد میں سے ایک مورد امام کی عصمت ہے۔[39] امام کے لئے عصمت کا ضروری ہونا، امام علیؑ کے دور سے ہی شیعوں کے نزدیک مطرح تھا اسی لیے یہ بحث امام کے اصحاب کے کلمات اور احادیث میں موجود ہے۔ اس حوالے سے طارق ابن شہاب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے متعلق امیر المومنینؑ سے مروی ایک روایت میں نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''تم دونوں میرے بعد امام، اور جنت کے جوانوں کے سردار ہو اور خدا تمہاری حفاظت کرے''۔[40] ام سلمہ نے پیغمبر اسلام سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''میرے اہل بیت جن میں علی، حسن اور حسین علیہم السلام اور اس کے نو فرزند شامل ہیں، سب معصوم ہیں''۔[41] امیر المومنینؑ نے رسول خداﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ فرمایا: ''میں اور میرے اہل بیتؑ ہر قسم کے رجس اور نجاست سے پاک و منزہ ہیں''۔[42] ابو جعفر محمد بن نعمان مومن طاق نے بھی اپنی روایت میں امام کو ہر طرح کے گناہ سے پاک اور معصوم معرفی کیا ہے۔[43]

۵۔۳۔۲: دین کی تشریح میں عصمت

عصمت امام کی جہات میں سے ایک جہت، دین کی تشریح کے حوالے سے امام کا معصوم ہونا ہے۔ دین کی تشریح کے حوالے سے امام کے معصوم ہونے کی ضرورت کے بارے میں بھی شیعہ متکلمین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔[44] عصمت امام کا یہ پہلو شیعوں کے درمیان اس قدر مشہور تھا کہ یہ شیعہ کتب کے علاوہ اہل سنت کی کتابوں میں بھی بیان ہوا ہے۔ اس بارے معروف اہل سنت عالم ابو الحسن اشعری لکھتا ہے کہ امام علیؑ کے بارے میں شیعوں کے یہ عقیدہ ہے کہ وہ دینی تعالیمات کو بیان کرنے کے حوالے سے ہر طرح کی خطا اور اشتباہ سے پاک و منزہ ہیں''۔[45] سلمان فارسی نے کہا کہ امیر المومنینؑ کو رسول خداﷺ سے وہی نسبت حاصل ہے جو جناب ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھی۔ انہوں نے آپؑ کے متعلق مزید کہا کہ: ''علیؑ، پیامبر اسلامﷺ کے وصی ہیں اور انبیاء کے وصی غلطی اور خطا کے مرتکب نہیں ہوتے بلکہ وہ ہادی اور مہدی ہوتے ہیں۔''[46]

اصبغ بن نباتہ کا یہ بیان کہ امام نبی نہیں ہیں بلکہ نبیوں کی طرح ہیں، ان کے عصمت امام پر یقین رکھنے کا ثبوت ہے۔[47] کیونکہ انبیاء کی بنیادی ترین خصوصیات میں سے ایک خصوصیت عصمت ہے۔ ابوذر غفاری کا امام علیؑ کو حق اور باطل کی حد قرار دینا اور آپؑ کو کشتی نوحؑ سے تشبیہ دینا، اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ آپؑ کو معصوم مانتے تھے۔[48] کیونکہ عصمت کے بغیر کوئی بھی شخص حق اور باطل کے درمیان فرق اور تمایز کا ملاک نہیں بن سکتا ہے۔ اسی طرح محمد بن ابی بکر،[49] ابان بن تغلب،[50] عبد العزیز بن مسلم[51] اور ہشام بن حکم[52] سے منقول روایات بھی ان کے امام کی عصمت پر عقیدہ رکھنے کا ثبوت ہیں۔

۵۔۳۔۳: عام معاملات میں عصمت امام

حدود عصمت امام کا تیسرا پہلو امام کا روز مرّہ زندگی میں معصوم ہونا ہے۔ شیعہ علماء کی کتابوں میں عصمت امام کے اس پہلو کے حوالے سے کوئی صریح مطلب بیان نہیں ہوا ہے۔ اکثر شیعہ علماء روزمرہ زندگی میں امام کے معصوم ہونے کو ضروری نہیں سمجھتے۔[53] بظاہر عصر حضور آئمہ میں بھی عصمت امام کا یہ پہلو بطور صریح مطرح نہیں ہوا ہے۔ جب بھی عصمت امام کی بحث ہوتی تو اس سے مراد امام کا گناہوں سے پاک ہونا اور دینی تعلیمات میں امام کا خطا اور اشتباہ سے مبرّا ہونا تھا۔ عصمت امام کی تیسری جہت کے بارے میں، احادیث کی کتابوں میں دو قسم کی روایات بیان ہوئی ہیں، چونکہ ان روایات کے راوی، ائمہ کے صحابہ ہیں، لہٰذا ان احادیث کو امام کی عصمت کے متعلق اصحاب آئمہ کی رائے بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ ان میں سے کچھ احادیث کا مضمون یہ ہے کہ امام کا روزمرہ زندگی کے امور میں معصوم ہونا ضروری نہیں ہے۔

اس بارے محمد بن ابی عمیر، جنہوں نے امام علیؑ کے توسط سے پیغمبر اسلام ﷺ کے کپڑوں کی خریداری کی روایت بیان کی ہے، یہ روایت روزمرہ زندگی کے معاملات میں امام کے معصوم ہونے کی ضرورت کو نفی کرتی ہے۔[54] اس کے علاوہ وہ روایات جن میں سہو النبی کے جواز کا تذکرہ ہوا ہے، وہ بھی امام کے روزمرہ زندگی کے امور میں معصوم ہونے کی نفی کرتی ہیں۔ محدثین نے ان احادیث کی روشنی میں پیغمبرؐ اور ان کے ضمن، اماموں کو بھی زندگی کے روزمرہ امور میں معصوم ہونے کو ضروری قرار نہیں دیا ہے۔ اس حوالے سے شیخ صدوق، ان کے استاد ابن ولید اور شیخ یعقوب کلینی نے کہا ہے کہ سہو النبی و امام ان کے معصوم ہونے پر کوئی خلل وارد نہیں کرتا۔ جبکہ کچھ احادیث کلی طور پر پیغمبرؐ اور امام کو ہر طرح کے گناہ، خطا، اشتباہ اور سہو و نسیان سے معصوم قرار دیتی ہیں۔[55] اس بنا پر عصمت کے اس پہلو کے بارے میں شیعہ علماء کے درمیان دو نظریے پائے جاتے ہیں، بعض کا نظریہ ہے کہ امام کا اس پہلو کے حوالے سے معصوم ہونا ضروری نہیں ہے اور کچھ کا یہ عقیدہ ہے کہ امام ہر طرح کے گناہ، اشتباہ اور خطا سے بطور مطلق معصوم ہیں۔

۵۔۴: دلائل عصمت

شیعہ متکلمین نے قدیم الایام سے عصمت امام پر متعدد دلائل پیش کئے ہیں۔[56] حدیث اور تاریخی کی کتابیں اس بات کی گواہ ہیں کہ ان دلائل کے بنیادی اصول آئمہ اہل بیتؑ کے کلام میں موجود تھے۔ لہٰذا عصر غیبت امام اور اس کے بعد آنے والے شیعہ متکلمین کے بیان کردہ عصمت آئمہ کے دلائل، آئمہ معصومینؑ کی احادیث سے لیے گیے ہیں۔ شیعہ مکتب کے نقطہ نظر سے نبوت کی اکثر خصوصیات، امامت کے لئے بھی ضروری ہیں جن میں سے ایک عصمت ہے۔ اسی لیے نبی اور امام کی عصمت کے زیادہ تر دلائل مشترک ہیں۔ اصحاب ائمہ نے اپنی روایات

میں امام کی عصمت کے مختلف عقلی اور نقلی دلائل بیان کیے گئے ہیں۔ ہشام بن حکم نے عصمت امام کے لئے کم از کم تین عقلی دلائل بیان کئے ہیں، جن میں سے ایک برہان امتناع تسلسل ہے۔[57] لزوم عصمت امام کے لئے اصحاب آئمہ کے بیان کردہ دلائل میں برہان تسلسل کے علاوہ دیگر براہین درج ذیل ہیں: برہان حفظ شریعت، امام کے معصوم نہ ہونے کے لوازمات، دو متضاد امور کی طرف دعوت دینے کا محال ہونا،" و لوجوب متابعته و ضدّها یعنی: "امام کو ستانا کی ممانعت اور اس کا حرام ہونا۔[58] امام پر اعتماد کا اس کے معصوم ہونے پر موقوف ہونا۔ امام کے معصوم نہ ہونے کی صورت میں نقض غرض لازم آنا، قیاس اولویت عصمت نسبت بہ نبی، برہان نفی علت گناہ، نفی احتجاج بہ غیر معصوم اور برہان فلسفہ وجودی امام۔[59]

عصمت امام کے دلائل میں سے ایک برہان امتناع تسلسل ہے۔ اس برہان کو مفضل بن عمر نے امام جعفر صادقؑ سے منقول اپنی روایت میں اس طرح بیان کیا ہے: ''امام کے فرایض میں سے ایک، شرعی حد جاری کرنا ہے، فرض کیا جائے کہ امام خود گناہ کا مرتکب ہو تو اس پر حد جاری کرنے کے لئے کسی دوسرے فرد کی ضرورت ہوگی جو گناہ سے پاک ہو، اگر وہ معصوم ہوگا تو مطلوب حاصل ہوگا اور اگر وہ بھی معصوم نہ ہو تو تیسرے فرد کی ضرورت ہوگی اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے گا اور تسلسل پیش آئے گا اور علم منطق کی رو سے تسلسل باطل ہے اس لیے امام کا معصوم ہونا ضروری ہے۔''[60] اس برہان کو ہشام بن حکم نے بھی نقل کیا ہے۔[61] یہ برہان، امام کے گناہ اور دینی معارف کو بیان کرنے میں معصوم ہونے کو ثابت کرتی ہے۔

۶۔ عصمت امام کے نظریہ پر اعتراضات کا جائزہ

عصمت امام کے متعلق سابقہ صفحات میں بیان شدہ شیعہ کلامی، تاریخی اور حدیثی نقطہ نظر کی روشنی میں، ذیل میں اس عقیدے کے متعلق عصر حاضر میں بیان ہونے والے ایک نئے اعتراض کا مختصر جواب دینے کی کوشش کی جائے گی۔ اس اعتراض کا جواب دینے سے پہلے اس نظریہ کو اختصار کے ساتھ بیان کرنا بھی ضروری ہے لہٰذا اس مطالعہ کے آخر میں اس دو نکات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

۶۔۱: نظریہ ارتقاء عصمت امام

حالیہ دہائیوں میں، کچھ مستشرقین اور بعض اسلامی دانشوروں نے شیعہ عقیدتی بنیادوں کو غیر مستحکم کرنے کے لئے بہت سارے اعتراضات کیے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں ''شیعہ اعتقادات کی بنیاد قرآن کریم اور سنت نبوی نہیں ہے بلکہ یہ تاریخی واقعات اور حادثات کے نتیجے میں پیدا ہوئے ہیں اور بتدریج انہیں ارتقاء ملی ہے'' مذکورہ افراد کے نزدیک شیعہ علماء نے اپنے مذہب کی بقاء کے لئے آغاز سے لے کر اب تک مختلف ادوار

میں من گھڑت اعتقادات بیان کئے جس کی ایک مثال امام کی صفات جیسے علم، عصمت، اور امام کا منصوص من اللہ ہونا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ دور حاضر میں شیعوں کے درمیان موجود اعتقادات، آئمہ شیعہ کے حضور کے دوران اس شکل اور حالت میں موجود نہ تھے بلکہ انہیں حالات اور واقعات کی مناسبت سے شیعہ علماء نے بیان کیا اور بتدریج انہیں ارتقاء ملی اور اپنی موجودہ شکل میں تبدیل ہوئے ہیں۔

جناب حسین مدرسی طباطبائی وہ شیعہ دانشور ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ''مکتب در فرایند تکامل'' میں اگرچہ عصمت امام کو صریح طور پر رد اور اس کا انکار نہیں کیا ہے لیکن انہوں نے اس عقیدے کے بارے میں کہا ہے کہ اسے پہلی بار ہشام بن حکم نے بیان کیا اور بتدریج اسے ارتقاء ملی اور ان کا مقصد امامت کے متعلق شیعوں کی سیاسی ذہنیت کو علمی اور معنوی ذہنیت میں تبدیل کرنا تھا۔ ان کا اس مسئلہ کو بیان کرنے کا انداز اس طرح کا ہے کہ گویا وہ اس عقیدے کو غالیانہ قرار دے رہے ہیں۔ [62] انہوں نے اپنے اس مدعیٰ کو انگلش انسائیکلوپیڈیا سے لیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں مستشرقین سے متاثر ہیں۔ اور انگلش انسائیکلوپیڈیا میں بیان شدہ مطالب اہل سنت عالم دین ابوالحسن اشعری کی کتاب مقالات الاسلامیین سے لیے گئے ہیں۔ [63] جیساکہ مصنف نے مذکورہ کتاب کے تعارف میں بیان کیا ہے کہ اس کتاب کی تالیف کا مقصد، عقیدہ امامت کے ارتقاء کا جائزہ لینا ہے۔ جس کی ایک مثال ان کے نقطہ نظر سے عصمت امام ہے۔ وہ اس سلسلے میں لکھتے ہیں: ''عصمت امام کے عقیدے کو ہشام ابن حکم نے تجویز کیا ہے'' اس سے پہلے شیعوں کے درمیان عصمت امام کا عقیدہ موجود نہ تھا۔ [64]

۶۔۲: ارتقاء عصمت امام کے نظریہ کی رد

جناب مدرسی طباطبائی کے مدعیٰ کے برعکس، احادیث آئمہ معصومینؑ اور تاریخی کتابوں کے مطابق، آغاز ہی سے آئمہ اہل بیتؑ اور ان کے اصحاب کے نزدیک امامت، ایک الٰہی عقیدہ کے طور پر اس کی موجودہ شکل ہی میں مطرح تھا۔ البتہ عصمت امام میں ارتقاء کے مصنف کے دعویٰ کی دو تشریحات ہوسکتی ہیں: پہلی تشریح یہ ہے کہ امامت کا عقیدہ اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ شروع سے شیعہ مذہب کے بنیادی اصولوں کے طور پر موجودہ شکل میں موجود نہ تھا، بلکہ بتدریج کئی سالوں کے بعد موجودہ شکل میں تبدیل ہوگیا ہے۔ اس کی دوسری تشریح یہ ہے کہ امامت کا عقیدہ شیعوں کے بنیادی اصول کے طور پر شروع سے موجود تھا، لیکن مذہب کے پیروکاروں نے اس عقیدے کو بتدریج سمجھ لیا ہے اور ان کی تفہیم میں تکامل اور ارتقاء ہوا ہے۔ اگر مصنف کا مقصد دوسری تشریح ہے تو یہ کسی بھی مذہب کے عقائد کو قبول کرنے کے عمل میں فطری بات ہے اور پیروان مکتب اہل بیتؑ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ لیکن اگر مصنف کا مقصد، پہلی تشریح ہے

تو یہ عقیدہ امامت کے ایک الٰہی عقیدہ ہونے کے ساتھ منافات رکھتا ہے اور اصحاب آئمہ سے منقول روایات کے ساتھ بھی متصادم ہے۔ جس کے رد میں درج ذیل نکات بیان کئے جا سکتے ہیں:

ا۔ ہشام بن حکم سے پہلے عصمت امام کے عقیدے کے موجود ہونے کے شواہد

جیسا کہ بیان ہوا جناب مدرسی طباطبائی کا دعویٰ ہے کہ عصمت امام کے عقیدے کو پہلی بار ہشام بن حکم نے پیش کیا اور بتدریج اسے ارتقاء ملی ہے۔ جبکہ شیعہ حدیث اور تاریخ کی کتابوں میں اس بات کے بہت سارے شواہد موجود ہیں کہ عصمت امام کے عقیدے کو ہشام ابن حکم نے شیعہ عقائد میں داخل نہیں کیا۔ بلکہ یہ عقیدہ شروع سے ہی امیر المومنینؑ کے اصحاب کے درمیان موجود تھا یہاں تک کہ اس بات کے شواہد اہل سنت کتابوں میں بھی موجود ہیں۔ البتہ یہ بھی ایک حقیقیت ہے کہ ہشام ابن حکم نے شیعہ عقائد بالخصوص عقیدہ امامت کی تشریح اور تبیین میں خصوصی کردار ادا کیا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اس عقیدے کے موجد تھے۔

عصمت امام کے بارے میں ائمہ اہل بیتؑ کی احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ کسی طور پر ہشام بن حکم کی ایجاد نہیں تھی۔ مثال کے طور پر امام جعفر صادقؑ سے مروی روایت میں منصور بن حازم نے ضرورت امام کے لئے بیان کی گئی دلیل کو عصمت امام کی بنیاد پر بیان کیا ہے۔[65] یعنی عصر امام صادقؑ کے شیعہ اس بات کے معتقد تھے کہ دینی تعلیمات ایسے فرد سے لی جائیں جو معصوم ہو، چونکہ معصوم کو پہچاننے کا واحد راستہ نص ہے لہٰذا امام کا منصوص ہونا ضروری ہے۔

اس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ رسول خداﷺ لوگوں پر حجت تھے اور کسی فرد کی حجیت اس وقت تام اور مکمل ہوتی ہے جب وہ حق بولے، کیونکہ اگر اس کی بات حق نہ ہو تو حجیت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ پیغمبر اکرمﷺ کے بعد چونکہ قرآن کی تفسیر کے بارے میں امت میں اختلاف ہے، اس لیے کسی ایسے شخص کا ہونا ضروری ہے جو قرآن اور عقائد کی تشریح کرنے میں کسی بھی قسم کے خطا اور اشتباہ کا مرتکب نہ ہو۔ اور یہ خصوصیت صرف آئمہ شیعہ میں ہے، اسی لیے وہ لوگوں پر حجت ہیں اور لوگوں پر ان کی اطاعت واجب ہے۔ اس کے علاوہ شیعہ اور سنی تاریخ اور حدیثی کتابوں میں بہت سارے شواہد اور قرائن موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ امیر المومنینؑ کے اصحاب عصمت امام پر یقین رکھتے تھے، اس حوالے سے کچھ نمونے ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں:

ا۔ پیغمبر اکرمﷺ کی حدیث میں آئمہ کے لئے عصمت کا لفظ استعمال ہوا ہے: الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ص يَقُولُ أَنَا وَ عَلِيٌّ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ وَ تِسْعَةٌ مِنْ وُلْدِ

الْحُسَيْنِ مُطَهَّرُونَ مَعْصُومُونَ. [66]یعنی: ''رسول خداﷺ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: میں، علیؑ اور حسن اور حسین علیہما السلام اور حسینؑ کے فرزندان میں سے نو افراد پاک اور معصوم ہیں۔''

۲۔ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: انما الطاعة لله و لرسوله و لولاة الامر و انما امر بطاعة اولی الامر لانهم معصومون مطهرون. [67] اطاعت صرف اللہ تعالیٰ، اس کے رسولؐ اور اولی الامر کے لئے ہے، اولی الامر کی اطاعت کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ وہ معصوم اور پاک و مطہر ہیں۔ اس حدیث سے بھی واضح طور پر امام کی عصمت کی ضرورت کو سمجھا جا سکتا ہے۔

۳۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا: الامام منا لا یکون الا معصوماً... [68] ہم میں سے صرف معصوم ہی منصب امامت پر فائز ہو سکتا ہے۔ امام سجادؑ کی یہ روایت جو ہشام بن حکم سے پہلے کی ہے، نیز عصمت امام کے عقیدے ہشام بن حکم سے پہلے موجود ہونے پر دلالت کرتے ہے، جس میں بطور صریح امام کے لئے معصوم ہونے کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

۴۔ ہشام ابن حکم کے علاوہ، درج ذیل اصحاب کی روایات میں بھی، آئمہ کے لئے معصوم کا لفظ استعمال ہوا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ عصمت امام کے عقیدے کا موجد ہشام بن حکم نہیں ہے۔ بعنوان مثال اسحاق ابن غالب نے امام صادقؑ سے امام کے ہر قسم کے گناہ سے دور ہونے کے متعلق یوں نقل کیا ہے: لم یزل مرعیاً بعین الله یحفظه و یکلوه بستره مطرود عنه حبائل ابلیس و جنوده .. معصوما من الزلات مصوناً عن الفواحش[69] کی نظروں میں رہتا ہے، جو اس کی حفاظت کرتا ہے اور اسے اپنے پردے میں رکھتا ہے، اس سے شیطان یعنی: " وہ خدا اور اس کے سپاہیوں کی رسیاں دور کرتا ہے۔۔۔ وہ لغزشوں اور گناہوں سے معصوم ہوتا ہے۔"

۵۔ طبری اور ابن اثیر نے اپنی تاریخ کی کتاب میں خلیفہ دوم کے ساتھ ابن عباس کے مناظرہ کو نقل کیا ہے جس میں انہوں نے عمر بن خطاب کے سامنے خلافت کو علی ابن ابی طالبؑ کا الٰہی حق کہتے ہوئے اسے ''ما انزل اللہ'' کا مصداق قرار دیتے ہوئے، آیہ تطہیر کے ذریعے عصمت کو اہل بیتؑ کے لئے ثابت کیا ہے۔ [70]

لہٰذا، ارتقاء عصمت امام کے نظریے کو بیان کرنے والے نے اپنی رائے کو ثابت کرنے کے لئے نہ صرف کافی دستاویزات فراہم نہیں کیں، بلکہ ان کے نظریہ کے مقابلے میں پائے جانے والے عقیدے کی رد کے لئے بھی کوئی قوی دلیل بیان نہیں کی ہے۔ جس کے لئے قدیم شیعہ حدیثی اور کلامی منابع سے غیر قابل تردید دلائل سابقہ صفحات میں بیان کئے گئے۔ جبکہ کسی نظریے کو بیان کرنے یا اس کے رد کرنے کے لئے علمی طریقہ کار

کے مطابق، ان کے تمام دلائل اور اختلافی شواہد و قرائن پر غور کرنا اور انہیں واضح کرنا اور مخالف نظریہ کے دلائل کو رد کرنا ضروری ہے۔

اگرچہ نظریہ ارتقاء عصمت امام کی رد اور عصمت امام کے عقیدے کے امیر المومنین علیہ السلام اور خود رسول خدا ﷺ کے دور سے موجود ہونے کے بارے میں بہت سارے دیگر شواہد اور دلائل بھی قدیمی کتب حدیث اور تاریخ و کلام میں موجود ہیں، لیکن موجودہ مطالعہ میں اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے اسی مقدار پر اکتفا کرتے ہیں اور اس حوالے سے مزید تفصیل کے خواہشمند حضرات کو، راقم الحروف کے تفصیلی مکتوب کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ جس میں امام جعفر صادقؑ اور ہشام بن حکم سے پہلے، عقیدہ عصمت امام کے موجود ہونے کے تفصیلی دلائل بیان کئے گئے ہیں۔

نتیجہ

شیعہ مکتب کی رو سے عصمت، امامت کی لازمی شرائط میں سے ایک ہے۔ عصمت کا لغوی معنی تحفظ، ممانعت، دیکھ بھال اور توفیق الٰہی سے کسی امر کا روک تھام کرنا ہے۔ علم کلام میں عصمت، انسان میں موجود اس ملکہ کو کہتے ہیں جو بطور مطلق اسے گناہ، غلطی، سہو و نسیان اور حتیٰ گناہ کرنے کے خیال سے بھی روکتا ہے۔ اس مطالعے کے نتائج کے مطابق، بعض مستشرقین اور مسلمان دانشوروں کے دعویٰ کے برعکس، عصمت امام کا عقیدہ، امام علیؑ کے اصحاب کے زمانے ہی سے شیعوں کے درمیان امام کی شرائط کے طور پر موجود تھا جس کے شیعہ اور حتیٰ اہل سنت قدیمی کتب میں قطعی اور غیر قابل تردید دلائل موجود ہیں۔ اس بناپر عصمت امام کے عقیدے کو ہشام ابن حکم کی طرف نسبت دینا قدیم کتب حدیث اور تاریخ اور کلام کے ساتھ ناسازگار ہے۔ کیونکہ اس عقیدہ کو رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے شیعہ آئمہ نے بیان کیا ہے اور آئمہ شیعہ کے توسط سے یہ عقیدہ ان کے حضور کے دور ہی میں ان کے اصحاب کے درمیان رائج اور عام تھا۔ لہٰذا عصمت امام کے ارتقاء کا نظریہ تاریخی حقایق کے منافی ہے۔

*****

References

1- Muhammad ibn Mukarram, Ibn Manzoor, *Lisanul Arab*, Vol. 12 (Beirut, Dar Sadir, 1414 AH), 403.

محمد بن مکرم،ابن منظور، *لسان العرب*، ج12 (بیروت، دار صادر، 1414 ق)، 403۔

2. Jamal al-Din Miqdad bin Abdullah Seywari Hali, *Al-Etemad fi Sharh Wajib al-Aitqad* (Mashhad, Mjamaul Albuhusl al Islamiya, 1412 AH), 42.

جمال الدین مقداد بن عبداللہ سیوری حلی، *الاعتماد فی شرح واجب الاعتقاد* (مشہد، مجمع البحوث الاسلامیہ، 1412 ق)، 42۔

3. Hasan ibn Yusuf ibn Mutahhar Hilli, *Al-Fain*, (Qom, Intasharat Hijrat, 1409 AH), 56.

حسن بن یوسف بن مطہر حلی، *الالفین* (قم، انتشارات ہجرت، 1409 ق)، 56۔

4. Syed Murtaza Ali bin Hussein Alam ul-Huda, *Al-Amali*, Vol. 2 (Cairo, Dar Al-Fikr Al-Arabi, 1998), 347.

سید مرتضی علی بن حسین علم الہدی، *الامالی*، ج2 (قاہرہ، دارالفکر العربی، 1998)، 347۔

5. Shaykh Saduq, Muhammad ibn Ali ibn Husayn ibn Babawiyah Qami, *Aletqadat fi Dinil Imamiya* (Qom, Al-Mowutmar al-Alami Lil-shkah al Mufid, 1414 AH), 96.

شیخ صدوق، محمد بن علی بن حسین ابن بابویہ قمی، *الاعتقادات فی دین الامامیۃ* (قم، المؤتمر العالمی للشیخ المفید، 1414ق)، 96۔

6. Hussain bin Saeed Kofi Ahwazi, Al-Zuhd (Qom, Al-Mutaba Al-Alamiya 1402 AH), 73.

حسین بن سعید کوفی اہوازی، الزہد (قم، المطبعہ العلمیہ، 1402)، 73۔

7. Ibrahim ibn Muhammad ibn Sa'id ibn Hilal Saqafi, *Al-Gharat*, Vol. 1 (Qom, Al-Matbaha al-Almiya, 1410 AH), 119.

ابراہیم بن محمد بن سعید بن ہلال ثقفی، *الغارات*، ج1 (قم، دارالکتب الاسلامی، 1410ھ)، 119۔

8. Muhammad ibn Ali ibn Husayn ibn Babawiyah Qomi, *Ma'ani al-Akhbar* (Qom, Jamia Mudariseen, 1403 AH), 132.

محمد بن علی بن حسین ابن بابویہ قمی، *معانی الاخبار* (قم، جامعہ مدرسین، 1403ق)، 132۔

9. Ahmad bin Ali Tabarsi, *Alahtejaj Ala Ahl-ul-Lajaj*, Vol. 2 (Mashhad, Nashr Murtaza, 1403 AH), 430.

احمد بن علی طبرسی، *الاحتجاج علی اہل اللجاج*، ج 2 (مشہد، نشر مرتضی، 1403 ق)، 430۔

10. Ali ibn Muhammad Khazaz, Qami, *Kifayat al-Athr fil Aimatu Asna Ashar*, (Qom, Intesharat Bidar, 1401 AH), 29.

علی بن محمد خزاز، قمی، *کفایۃ الاثر فی النص علی الائمہ الاثنا عشر* (قم، انتشارات بیدار، 1401 ق)، 29۔

11. Muhammad Baqir, Majlisi, *Bihar Al-Anwar*, Vol. 1 (Beirut, Dar Al-Ahya Al-Tarath Al Arabi, 1403AH), 25.

محمد باقر، مجلسی، *بحار الانوار*، ج1 (بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1403)، 25۔

12. Muhammad ibn Ali ibn Husayn ibn Babawiyah Qami, *Al-Khisal*, Vol. 1 (Qom, Jamia Mudrasin, nd.), 139

محمد بن علی بن حسین ابن بابویہ قمی، *الخصال*، ج1 (قم، جامعہ مدرسین، سن ندارد)، 139۔

13. Muhammad ibn Yaqub Kalini, *Usul Kafi*, Vol. 1 (Tehran, Dar al-Kitab al-Islamiyah, 1407 AH), 269.

محمد بن یعقوب، کلینی، *اصول کافی*، ج1 (تہران، دارالکتب الاسلامیہ، 1407ق)، 269۔

14. Ibid, 204.

ایضاً، 204۔

15. Qami, *Kifayat al-Athr fil Aimatu Asna Ashar*, 266.

قمی، *کفایۃ الاثر فی النص علی الائمہ الاثناعشر*، 266۔

16. Qami, *Al-Khisal*, Vol. 2, 428.

قمی، *الخصال*، ج2، 428۔

17. Muhammad ibn Ali ibn Husayn ibn Babawiyah, Qomi, *Uyoun Akhbar Reza*, (Tehran, Nashir Jahan, 1378 AD), 192.

محمد بن علی بن حسین ابن بابویہ، قمی، *عیون اخبار رضا*، ج1 (تہران، نشر جہان، 1378ق)، 192۔

18. Ibid, 64.

ایضاً، 64۔

19. Qomi, *Kifayat al-Athr fil Aimatul Asna Ashar*, 20, 29, 122.

قمی، *کفایۃ الاثر فی النص علی الائمہ الاثناعشر*، 20و29و122۔

20. Majlisi, *Bihar Al-Anwar*, Vol, 25, 139.

مجلسی، *بحارالانوار*، ج25، 201۔

21. Qomi, *Al-Khisal*, 139.

قمی، *الخصال*، 139۔

22. Majlisi, *Bihar Al-Anwar*, 119.

مجلسی، *بحارالانوار*، 119۔

23. Qomi, *Uyoun Akhbar Reza*, 64.

قمی، *عیون اخبار رضا*، 64۔

24. Syed Murtaza Ali bin Hussein Alam Al-Huda, *Al-Zakhira Fi Alam Al-Kalam* (Qom, Muasisa Nashar Islami, 1411 AH), 186.

سید مرتضی علی بن حسین علم الہدی، *الذخیرۃ فی علم الکلام* (قم، مؤسسہ النشر الاسلامی، 1411ق)، 186۔

25. Qomi, *Ma'ani Al-Akhbar*, 132.

قمی، *معانی الاخبار*، 132۔

26. Ibid.

ایضاً۔

27. Ibid, 133.

ایضاً، 133۔

28. Ibid, 132.

ایضاً، 132۔

29. Kalini, *Usul Kafi*, 175.

کلینی، *اصول کافی*، 175۔

30. Syed Murtaza Ali bin Hussain Alam Al-Huda, *Tanzihul Anbiya wal Aima* (Qom, Sharif Razi, 1250 AD), 133.

سید مرتضی علی بن حسین علم الهدی، *تنزیہ الانبیاء والائمۃ* (قم، شریف رضی، 1250 ق)، 133۔

31. Syed Muhammad Hussein, Tabatabai, *Al-Mizan Fi Tafsir Al-Quran*, Vol. 11 (Qom, Jamia Mudarrasin, 1417 AH, 174. (34-22:12).

سید محمد حسین، طباطبائی، *المیزان فی تفسیر القرآن*، ج 11 (قم، جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ، 1417 ق)، 174، (34-22:12)

32. Ibid, Vol 1, 227.

ایضاً، ج 1، 227۔

33. Abdullah Jawadi, Ameli, *Wahiee w Nbowat* (Qom, Muasisa Isra, 1393 AD), 190-200.

عبداللہ جوادی، آملی، *وحی ونبوت* (قم، مؤسسہ اسرا، 1393 ش)، 190-200۔

34. Muhammad Ibn Ali Ibn Babawiyah, *Ilalul al shraie*, Vol. 1 (Qom, Kitab Furushi Dawari, 1385 AD), 124.

محمد بن علی بن بابویہ، *علل الشرایع*، ج 1 (قم، کتابفروشی داوری، 1385 ش)، 124۔

35. Kalini, *Usul Kafi*, 200.

کلینی، اصول کافی، 200۔

36. Muhammad ibn Hasan, Al-Tusi, *Al-Ghaybah* (Qom, Dar al-Ma'arif al-Islamiyah, 1411 AH), 288.

محمد بن حسن، طوسی، *الغیبۃ* (قم، دار المعارف الاسلامیہ، 1411 ق)، 288۔

37. Jafar Sobhani, *Al ilahiyat ala hudal al kitab wa al suna wa al aqal*, Vol. 3 (Qom, al Markazul Alami liddrasatul Islamia, 1412 AH), 155.

جعفر سبحانی، *الالہیات علی ہدی الکتاب والسنۃ والعقل*، ج 3 (قم، المرکز العالمی للدراسات الاسلامیہ، 1412 ق)، 155۔

38. Ibid, 183.

ایضاً، 183۔

39. Muhammad ibn Muhammad ibn Nu'man Mufid, *Tashihul Eataqad* (Beirut, Dar al-Kitab al-Islami, 1983), 96.

محمد بن محمد بن نعمان، مفید، *تصحیح الاعتقاد* (بیروت، دار الکتب الاسلامی، 1983)، 96۔

40. Qami, *Kifayat al-Athr fil Aimatul Asna Ashar*, 221-222.

قمی، *کفایۃ الاثر فی النص علی الائمہ الاثنا عشر*، 221۔222۔

41. Majlisi, *Bihar Al-Anwar*, Vol. 36, 346.

مجلسی، بحار الانوار، ج36، 346۔

42. Muhammad ibn Ibrahim, Nomani, *Kitab al-Ghaybah* (Tehran, Nashr Saduq, 1397 AD), 44.

محمد ابن ابراہیم، نعمانی، *کتاب الغیبۃ* (تہران، نشر صدوق، 1397)، 44۔

43. Muhammad ibn Ali ibn Hussain ibn Babawiyah, Qami, *Ma'ani Al-Akhbar* (Qom, Jamia Mudarsin, 1404 AH),132.

محمد بن علی بن حسین ابن بابویہ، قمی، *معانی الاخبار* (قم، جامعہ مدرسین، 1404ق)، 132۔

44. Muhammad ibn Ali ibn Husayn ibn Babawiyah Qami, *Al eataqadat fi dinil imamiya*, (Qom, Al Mutmarul al Alami li Shaikh al Mufid, 1414 AH), 96.

محمد بن علی بن حسین ابن بابویہ، قمی، *الاعتقادات فی دین الامامیۃ*، (قم، المؤتمر العالمی للشیخ المفید، 1414ق)، 96۔

45. Ali ibn Isma'il, al-Ash'ari, *Mqalat-ul Islamien wa Ikhtlelaf-ul Muslleen*, (Buriet, Dar Alnshar *Frantaz Steiner*, 1980), 17.

علی بن اسماعیل، اشعری، *مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین*، تصحیح ہلموت (بیروت، دار النشر فرانز شتاینز، 1980): 17۔

46. Muhammad ibn Muhammad ibn Nu'man Shaykh Mufid, *Alamali* (Qom, Al Mutmarul al Alami lishkah al Mufid, 1413 AH), 138

محمد بن محمد بن نعمان، شیخ مفید، *الامالی* (قم، المؤتمر العالمی للشیخ المفید، 1413ق)، 138۔

47. Muhammad ibn Umar, Kashi, *Rijal al-Kashi* (Mashhad, Muasisae Nashr Danishgah, 1409 AH), 5, 103.

محمد بن عمر، کشی، *رجال الکشی* (مشہد، مؤسسہ نشر دانشگاہ، 1409ق)، 5 و 103۔

48. Ibid, 28,26.

ایضاً، 26-28۔

49. Ibid, 64.

ایضاً، 64۔

50. Ahmad bin Ali Asadi, Najashi, *Rijal Al-Najashi* (Qom, Muasisae Nashr Islami, 1365 AD), 12.

احمد بن علی اسدی، نجاشی، رجال النجاشی (قم، مؤسسہ النشر الاسلامی، 1365ش)، 12۔

51. Kalini, *Usul Kafi*, 202.

کلینی، اصول کافی، 202۔

52. Muhammad ibn Ali ibn Husayn ibn Babawiyah, Qami, *Kamal al-Din wa Tamam al-Nima*, Vol. 2 (Tehran, Dar al-Kitab al-Islamiyah, nd.), 366.

محمد بن علی بن حسین ابن بابویہ، قمی، کمال الدین وتمام النعمۃ، ج2 (تہران، دار الکتب الاسلامیہ، سن ندارد)، 366۔

53. Muhammad ibn Hassan, Tusi, *Al tibyan fi Tafsir Al-Quran*, Vol. 4 (Beirut, Dar Al-Ahya Al-Tarath Al-Arabi, 1417 AH), 166.

محمد بن حسن، طوسی، التبیان فی تفسیر القرآن، ج4 (بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1417ق)، 166۔

54. Qami, *Al Amali*, 238.

قمی، الامالی، 238۔

55. Mufid, *Tashihul Eataqad*, 135, 136.

مفید، تصحیح الاعتقاد، 135و136۔

56. Hasan ibn Yusuf ibn Mutahhar, Hali, *Al-alFain* (Qom, Intisharat Hijrat, 1409 AH), 56.

حسن بن یوسف بن مطہر حلی، الالفین (قم، انتشارات ہجرت، 1409ق)، 56۔

57. Babawiyyah, *Ilal al-Sharia*, 204.

بابویہ، علل الشرائع، 204۔

58. Muhammad Sadid-ud-Din Hamsi, Razi, *Al-Munqaz Min Al-Taqlid*, Vol. 2 (Qom, Muasisae Nashr Islami, 1412 AH), 278-281.

محمد سدید الدین حمصی رازی، المنقذ من التقلید، ج2 (قم، مؤسسہ النشر الاسلامی، 1412ق)، 278-281۔

59. Hasan ibn Yusuf ibn Mutahhar, Hali, *Kashf al-Murad fi Sharh Tajrid al-Aitqad* (Qom, Muasisae Imam Sadiq, 1382 AD), 184-185.

حسن بن یوسف بن مطہر، حلی، کشف المراد فی شرح تجرید الاعتقاد (قم، مؤسسہ امام صادق، 1382ش)، 184-185۔

60. Qami, *Al-Khasal*, 310.

قمی، الخصال، 310۔

61. Babawiyyah, *Ilal al-Sharia*, 204.

بابویہ، علل الشرائع، 204۔

62. Syed Hussain Madrasi, Tabatabai, *Maktab Dar Faraind Takamul*, Tarjuma Hashim Izdpanah, (Tehran, Intasharrat-e Kavir, 1389 AD), 39.

سید حسین مدرسی، طباطبائی، مکتب در فرایند تکامل، ترجمہ ہاشم ایزد پناہ، (تہران، انتشارات کویر، 1389ش)، 39۔

63. Ali ibn Isma'il, al-Ash'ari, Mqalatul Islamien wa Ikhtlelaf-ul Muslleen, 48.

علی بن اسماعیل، اشعری، مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین، 48۔

64. Tabatabai, *Maktab Dar Faraind Takamul*, 39

طباطبائی، مکتب در فرایند تکامل، 39۔

65. Kulini, *Usul Kafi*, 189.

کلینی، اصول کافی، 189۔

66. Muhammad ibn Ali ibn Husayn ibn Babawiyah, Qami, *Kamal al-Din wa Tamam al-Nima*, Vol.1 (Tehran, Dar al-Kitab al-Islamiyah, 1395 AD), 280.

محمد بن علی بن حسین ابن بابویہ، قمی، کمال الدین وتمام النعمۃ، ج1 (تہران، دار الکتب الاسلامیہ، 1395ق)، 280۔

67. Qami, *Al-Khasal*, 139.

قمی، الخصال، 139۔

68. Majlisi, *Bihar Al-Anwar*, 19.

مجلسی، بحارالانوار، 19۔

69. Kulini, *Usul Kafi*, ,204.

کلینی، اصول کافی، 204۔

70. Abu Ja'far Muhammad ibn Jarir, Tabari, *Tarikh Tabari*, Vol. 3 (Beirut, Dar al-Tarath, 1387 AD), 289.

ابو جعفر محمد بن جریر، طبری، تاریخ طبری، ج3 (بیروت، دارالتراث، 1387ق)، 289۔